سیدہ فاطمہ سلام اللہ کی رضایت اور ایک مرسل روایت

<"xml encoding="UTF-8?>

سیدہ فاطمہ سلام اللہ کی رضایت اور ایک مرسل روایت

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رضایت اور ایک مرسل روایت

موضوعات کی فہرست۔

اہل سنت کے مناظر حضرات کیا کہتے ہیں ؟

ہمارا جواب :

شعبی کی روایت پر ہمارا تبصرہ ۔

مراسیل شعبی کے عدم اعتبار پر تصریحات

قانون کے اعتبار سے بھی شعبی کی مرسل روایت حجت نہیں

مدلس کی روایت سماع پر تصریح نہ ہو تو حجت نہیں ہے

شعبی کی تقیہ بازی اور امیر المومنین علیہ السلام کو برابلا کہنا

شبعی قرآن میں انبیاء کے لئے مالی وراثت کے قائل تھا

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا۔

کیا شیعہ کتابوں میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی رضایت نقل ہوئی ہے ؟۔

اہل سنت کے مناظر حضرات کیا کہتے ہیں ؟

سُنی و شیعہ کتب سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سیدہ فاطمہ سے آخری ایام میں ملاقات کی تھی اور رنجش ختم کر کے انہیں راضی بھی کر لیا تھا۔

1 السنن کبری (امام بیہقی) عربی اور اردو کتاب سے عکس ۔2 البدایہ والنھایہ 3 الطبقات الکبیر 4سیر اسلام النبلاء ۔5 شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی۔6 بیت الا حزان عباس قمی۔

امام زہری کی روایت مرسل نہیں ہے۔

شعبی کی مرسل روایت ہمارے ہاں صحیح کا درجہ رکھتی ہے۔ (دلیل معرفتہ الثقات، تذکرہ الحفاظ)امام عجلی نے شعبی کی مرسل روایت کو صحیح کا درجہ دیا ہے

شعبی کی مرسل روایت :

اگر فرض بھی کریں کہ بی بی زہرا کچھ عرصے کے لیے شیخین سے ناراض بھی ہوئیں تھیں، لیکن یہ مطلب بھی اپنی جگہ پر ثابت ہوا ہے کہ بی بی زہرا کی زندگی کے آخری ایام میں شیخین بی بی کے پاس آئے اور ان سے معذرت کر کے انکو راضی کر لیا تھا، جیسا کہ بیہقی اور دوسروں نے نقل کیا ہے کہ:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ , ثنا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ , ثنا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَتَكِيُّ، بِنَيْسَابُورَ، أنا أَبُو حَمْزَةَ , عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ , عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا مرِضَتْ فَاطِمَةُ أَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ [ص:354]، هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ، فَقَالَتْ: أَتُحِبُّ أَنْ آذَنَ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَتْ لَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَتَرَضَّاهَا وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا تَرَكْتُ الدَّارَ وَالْمَالَ وَالْأَهْلَ وَالْعشيرَةَ إِلَّا ابْتِغَاءَ مرْضاةِ اللَّهِ وَمرضاةِ رَسُولِهِ وَمرضاتِكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ثُمَّ تَرَضَّاهَا حَتَّى رَضِيتْ

جب حضرت فاطمہ بیمار ہوئیں تو ابوبکر انکو راضی کرنے کے لیے انکے پاس آیا اور ان سے ملاقات کرنے کے لیے اجازت مانگی، علی (ع) نے فاطمہ (س) سے فرمایا کہ: ابوبکر آپ سے ملاقات کرنے کی اجازت مانگ رہا ہے، بی بی نے فرمایا کہ: کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ اس گھر میں داخل ہو ؟ علی (ع) نے فرمایا کہ: ہاں، پس فاطمہ (س) نے یہ سن کر ابوبکر کو اجازت دے گی، ابوبکر گھر میں داخل ہوا اور فاطمہ سے راضی ہونے کے لیے معافی مانگنا چاہتا تھا، ابوبکر نے کہا: خدا کی قسم میں نے اپنے گھر، اپنے مال اور اپنے رشتے داروں وغیرہ کو، خداوند، رسول خدا اور انکے اہل بیت کو راضی کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے، یہ سن کر فاطمہ ان سے راضی ہو گئیں۔

الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث/ ص ۳۵۳,المؤلف: أحمد بن الحسين

بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ)

نوٹ : جیساکہ اس سلسلے کی روایات میں سے جو روایت قابل استدلال ہے وہ یہی شعبی کی روایت ہے شیعہ کتب سے جو حوالے پیش کیے جاتے ہیں وہ بھی شعبی کی یہی روایت ہے جس کو شیعہ علماء نے نقل قول کیا ہے ۔

ہمارا جواب :

شعبی کی روایت پر ہمارا تبصرہ ۔

شیعہ مواقف کے مقابلے میں اہل سنت کے مناظر حضرات کی پہلی کمزوری

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت اہل سنت کی صحاح ستہ میں موجود صحیح سند روایت کے مخالف ہے،جبکہ یہ روایت مرسل ہے اور صحاح ستہ میں یہ روایت موجود نہیں ہے ۔

لہذا اصولی طور پر اہل سنت کے علما کو صحیح بخاری ،صحیح مسلم اور صحیح ترمذی کی صحیح سند روایت کو چھوڑ کر ایسی روایت کا سہارا نہیں لینا چاہئے کہ جو مرسل بھی ہے اور صحاح ستہ میں بھی موجود نہیں ہے ۔ مدلس کی مرسل روایت کا صحیح سند روایت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے ۔

اور یہی شیعہ موقف کے مقابلے میں اہل سنت کے مناظر حضرات کی یہی علمی کمزوری ہے ---

جیساکہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب ابوبکر نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مطالبے کو قبول نہیں کیا تو؛

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رسول اللَّهِ صلي الله عليه و سلم فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فلم تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حتي تُوُفِّيَتْ.

رسول خدا کی بیٹی فاطمہ ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور اس سے بات کرنا تک چھوڑ دیا تھا اور اس سے مرتے دم تک بات نہیں کی تھی۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله (متوفي256هـ)، صحيح البخاري، ج 3، ص 1126، ح2926، باب فَرْضِ الْخُمُسِ،

تفصیل دیکھنے کے لئے مراجعہ کریں ...www.valiasr-aj.com/urdu/shownews.php

اہل سنت کے مناظر حضرات سے ہم کہتے ہیں ؛

آگر صحیحین میں موجود جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا خلفاء پر ناراض ہونے کو بتانے والی روایات کے بارے یہ اعتراض صحیح ہے کہ یہ سب امام زہری کا گمان ہے وہ واقعے کے عینی شاہد نہیں تھا ، تو اب شعبی کیسے رضایت کے شاہد ٹھہیرا ؟

اب کیا شعبی نے ان کا چہرہ دیکھا یا رضایت کے الفاظ سنے ؟ وہ الفاظ کہاں ہیں کہ جو خود سیدہ سے نقل ہوئے ہوں ؟ اگر ناراضگی ثابت کرنے کے لئے انہیں کے الفاظ اور چہرہ دیکھنا ضروری ہے تو رضایت ثابت کرنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے ؟

اہل سنت کے مناظرہ کرنے والے صحیحن میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا خلفاء سے ناراض اور بائیکاٹ کی حالت میں دنیا سے جانے والی بات کو امام زہری کا گمان سمجھتے ہیں اور یہ اعتراض کرتے ہیں ؛ کیوں امام زہری کو صرف الھام ہوا کسی اور کونہیں ہوا ؟ کیوں اتنے مشہور واقعے کو صرف زہری نے نقل کیا کیوں یہ کسی اور صحابی کے توسط سے نقل نہیں ہوا؟

اب یہی سوالات شعبی کی روایت کے بارے میں ہم کریں تو اہل سنت کے مناظر حضرات کے پاس کیا جواب ہے ؟

زہری کی روایت تو اہل سنت کی صحاح ستہ میں صحیح سند نقل ہوئی ہے ،لیکن شعبی کی روایت صحیح ستہ میں ذکر بھی نہیں ہے ،کسی صحابی سے یہ روایت نقل نہیں ہوئی ہے ۔

کیوں اتنے اہم مسئلہ کو اصحاب ،خاص کر خلفاء نے خود ہی ذکر نہیں کیا؟ صرف شعبی کو کیسے الھام ہوا ؟ صحاح ستہ، خاص کر صحیحین میں یہ روایت نقل کیوں نہیں ہوئی ؟

شعبی کی کیا مجبوری تھی کہ اس نے اصل روایت کے راوی کا ذکر نہیں کیا؟ کیا یہ مناسب نہیں تھا اتنے اہم مسئلہ میں کہ جس کی وجہ سے خلفاء پر طعن کے دروازے کھل جاتے ہیں وہ اصل راوی کا نام لیتا اور اس سلسلے میں موجود ابہام کو دور کرتا ؟ کیا اتنے اہم مسئلے میں راوی کے نام کو ذکر نہ کرنا خود اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ ایک حقیقت کو چھپانے کی کوشش کا نتیجہ ہے ؟

شعبی کی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے ---کیونکہ ایک تو یہ مرسل روایت ہے ،دوسرا اس کا یک راوی ،اسماعیل بن ابی خالد مدلس ہے {نسائی وغیرہ نے اس کو مدلس کہا ہے {اسماء المدلسین لسیوطی۔ ص ۳۰ } ۔مدلس ہونا ایک عیب ہے ۔روایت نقل کرنے میں ایمانداری سے کام نہ لینے کی نشانی ہے ۔

إسماعيل بن خالد ، ذكره النسائي وغيره. --- أسماء المدلسين (ص: 30):

جیساکہ اہل سنت کےہاں یہ قانوں ہے کہ اگر مدلس کا سماع پر تصریح نہ ہو تو اس کی روایت حجت نہیں ہے -- اب مندرجہ روایت کو"عن" کے ساتھ نقل کیا ہے ۔لہذا اس قانوں کے اعتبار سے بھی یہ روایت حجت نہیں ہے --

مدلس کی روایت سماع پر تصریح نہ ہو تو حجت نہیں ہے

اہل سنت کے بزرگوں کی طرف سے مراسیل شعبی کے عدم اعتبار پر تصریحات موجود ہیں ۔

الف : ابن عبد البر کہتا ہے "ومَرَاسِيلُ الشَّعْبِيِّ لَيْسَتْ عِنْدَهُمْ بِشَيْءٍ". علماء کے نذدیک شعبی کی مرسل روایات کی اہمیت نہیں۔

ابن عبد البر أبو عمر يوسف بن عبد الله (م : 463هـ) -التمهيد لما في الموطأ من المعاني -- ج 22 :320۔

ب : صحیح بخاری کے مشہور شارح القَسطَلانِي کہتا ہے "وَأَمَّا مَرَاسِيلُ الشُّعْبِيِّ لَيْسَتْ بِحُجَّةٍ، مُطْلَقًا َلا سِيَّمَا مَا عَارَضَهُ الصَّحِيحُ۔۔ شعبی کی مرسل روایات مطلقا حجت نہیں خاص کر اگر وہ صحیح سند روایت سے ٹکراتی ہو تو بلکل حجت نہیں ۔ إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 6 :475

عجلی کی توثیق کی اہمیت نہیں

جیساکہ امام عجلی نے شعبی کی مرسل روایات کو صحیح کا درجہ دیا ہے تو دوسروں نے عجلی کی توثیق کو قبول نہیں کیا ہے اور عجلی کو توثیق کے مسئلے میں سہل انگار اور زیادہ دقت نہ کرنے والا قرار دیا ہے ؛

مشہور محدث اور ماہر رجال البانی کہتا ہے : وہ توثیق کرنے میں سہل انگاری سے کام لیتا تھا زیادہ دقت نہیں کرتا تھا ۔

وثقه العجلى " قلت: وهو من المعروفين بالتساهل فى التوثيق , ولذلك , لم يتبن الحافظ توثيقه ,، الأَلْبَانِيُّ إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل (5/ 289):

ایک اور جگہ پر ایک روایت کے بارے البانی لکھتا ہے :وجميع رواة الحديث ثقات إلا منصور الكلبي وقد وثقه العجلي "قلت : توثيق العجلي في منزلة توثيق ابن حبان ولذلك لم يعتمده ههنا الذهبي وغيره من المحققين فقال الذهبي في ترجمته من " الميزان " : تمام المنة في التعليق على فقه السنة (ص: 400):

" لهذا عجلی نے توثیق کی ہے تو عجلی کی توثیق کو البانی ،ذھبی اور دوسرے محققین نے قبول نہیں کیا ہے ۔

قانون کے اعتبار سے بھی شعبی کی مرسل روایت حجت نہیں

اہل سنت کے علماء نے مرسل روایت کی حجت کے لئے جو قانون بتایا ہے اس کے مطابق بھی شعبی کی مرسل روایات حجت نہیں ہے ۔

ملاحظہ کریں ۔۔

الف : قال الإمام مسلم- رحمه الله- في مقدمة صحيحه: "والمرسل من الروايات في أصل قولنا وقول أهل

العلم بالأخبار ليس بحجة ... وهو قول عبد الرحمن بن مهدي ويحي بن سعيد القطان وابن المديني وأبي خيثمة زهير بن حرب ويحي بن معين وابن أبى شيبة والبخاري ومسلم وأبي داود والترمذي والنسائي وابن ماجة وغيرهم من أئمة الحديث...

العلائي: جامع التحصيل في أحكام المراسيل. ص30.

لہذا امام مسلم ، امام بخاری ، ترمذی ، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کے نذدیک مرسل روایات حجت ہی نہیں ۔

ب : مرسل روایت کے بارئے صحیح ترین قول یہ ہے کہ جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ وہ صرف ثقہ راوی سے ہی روایت نقل کرتا ہے تو اس کی مرسل روایت حجت ہے ورنہ حجت نہیں۔

وأصح الأقوال أنّ منها المقبول، ومنها المردود، ومنها الموقوف، فمن علم أنه حاله أنه لا يرسل إلا عن ثقة: قُبل مرسله، ومن عرف أنه يرِسل عن الثقة وغير الثقة، فإن إرساله عمن لا يعرف فهو موقوف، وما كان ومن المراسيل مخالفاً لما رواه الثقات كان مردودا.

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا شعبی ہمیشہ ثقہ راوی سے ہی روایت نقل کرتا تھا ؟

اہل سنت کی کتابوں میں اس کی روایات کے بارے تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ شعبی ہمیشہ ثقہ راوی سے روایت نقل نہیں کرتا تھا لہذا بہت سی جگھو ں پر اہل سنت کے علماء نے اس کی مرسل روایت کو ضعیف قرار دیا ہے ۔

کچھ نمونے ۔

ابن حجر عسقلانی شعبی کی ایک مرسل روایت کے بارے میں کہتا ہے :

هذا الحديث ضعيف بهذا الإسناد؛ لأن الشعبى لم يسمع من على رضى الله عنه سوى ما فى الصحيح، والله أعلم.

العسقلانى الشافعى، أحمد بن على بن حجر ابوالفضل (المتوفى 852هـ)، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية، ج16، ص82،: دار العاصمة/ دار الغيث، الطبعة: الأولى، السعودية - 1419هـ .

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: نا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بَيَان، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبى قَالَ: نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَإِنْ (1) تُبْدُوا مَا فِى أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ} مَا بَعْدَهَا: {لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ..
سنده صحيح إلى الشعبى، لكنه مرسل كما يتضح من الرواية الآتية برقم فيكون ضعيفًا لإرساله.

الجوزجانى، أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراسانى (المتوفى 227 هـ)، التفسير من سنن سعيد بن منصور، ج3، ص1016، ح479

حدثنا يحيى عن إسماعيل حدثنا عامر، وحدثنا محمد بن عبيد حدثنا إسماعيل بن أبى خالد عن رجل عن الشعبى قال: مر عمر بطلحة ...

(252) إسناده فى ظاهره ضعيف، لانقطاعه. فإن عامرا الشعبى لم يدرک عمر ولا طلحة، روايته عنهما مرسلة.

الشيبانی، أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفى241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج1، ص272، ح252، المحقق: أحمد محمد شاكر، الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، 1416 هـ - 1995 م.

وهذا إسناده ضعيف، رجاله كلهم ثقات؛ وعلّته: الانقطاع ببن الشعبی وعائشة؛ وقال المنذری فی " مختصره ": " هذا مرسل؛ الشعبی لم يسمع من عائشة ".
الألبانی، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين ضعيف أبی داود - الأم، ج1، ص96، ح34، دار النشر : مؤسسة غراس للنشر و التوزيع، الطبعة : الأولى - 1423 هـ .

ابن حجر عسقلانی اس ادعا کو رد کرتا ہے کہ شعبی ثقہ کے علاوہ کسی اور سے روایت نقل نہیں کرتا تھا اور یہ کہتا ہے کہ مرسل روایات کے بارے میں تحقیق کی توپتہ چلا کہ اکثر مرسل روایات غیر عادل راویوں سے نقل ہوئی ہیں :

وما قاله القاضی صحيح فإن كثيرا من الأئمة وثقوا خلقا من الرواة بحسب اعتقادهم فيهم وظهر لغيرهم فيهم الجرح المعتبر، وهذا بيّن واضح فی كتب الجرح والتعديل. فإذا كان مع التصريح بالعدالة فكيف مع السكوت عنها.

و فتشت كثيرا من المراسيل فوجدت عن غير العدول. ----وقول الشعبی: "حدثنی الحارث الأعور وكان كذابا وحديثه عنه موجود". فمن أين يصح حكم (علی) الراوی أنه لا يرسل إلا عن ثقة عنده على الإطلاق.

العسقلانی الشافعی، أحمد بن علی بن حجر ابوالفضل (المتوفى852 هـ)، النكت على كتاب ابن الصلاح، ج2، ص549و550، المحقق: ربيع بن هادی عمير المدخلی، الناشر: عمادة البحث العلمی بالجامعة الإسلامية، الطبعة: الأولى، 1404هـ/1984م.

شرح علل الترمذی، میں لکھا ہے : امام ابن رجب کے قانون کے مطابق شعبی کی مرسل روایات ضعیف اور حجت نہیں ہیں۔کیونکہ وہ ضعیف راوی سے بھی روایت نقل کرتا تھا ۔

وبناء على هذه الضوابط التی قعدها ابن رجب نحكم على مرسلات الزهری والشعبی بالضعف، كما نحكم على مرسلات كل من عرفنا له رواية عن الضعفاء.

الحنبلی، الإمام الحافظ ابن رجب (المتوفى795هـ) ، شرح علل الترمذی، ص187، تحقيق : الدكتور همام عبد الرحيم سعيد، دار النشر : مكتبة المنار - الزرقاء – الأردن، الطبعة : الأولى ، 1407هـ - 1987م.

امام حاکم کہتا ہے کہ اس نے اصحاب میں سے سوای انس کے کسی اور کو نہیں سنا ہے :

وَأَنَّ الشَّعْبِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَحَابِيٍّ غَيْرِ أَنَسٍ، وَأَنَّ الشَّعْبِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ، وَلَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَلَا مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَلَا مِنْ عَلِيٍّ إِنَّمَا رَآهُ رُؤْيَةً، وَلَا مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَلَا مِنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ...

النيسابوری، أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم (المتوفى405 هـ)، معرفة علوم الحديث، ص111، تحقيق: السيد معظم حسين، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة : الثانية، 1397هـ - 1977م.

جیساکہ بہت ساروں نے مذکورہ روایت کے اصلی راوی کو کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ناکام رہا ہے۔

ابن كثير: والظاهر أن عامر الشعبي سمعه من علي ، أو ممن سمعه من علي.   البداية والنهاية ج 5 ص 310.

کہتا ہے ظاہر یہ ہے اس نے حضرت علی علیہ السلام سے یا ان سے سنے کسی سے راوی سے نقل کیا ہے ۔جبکہ امام حاکم کہتا ہے کہ اس نے سوای انس کے کسی صحابی کو سنا بھی نہیں ۔

شعبی کی تقیہ بازی اور امیر المومنین علیہ السلام کو برابلا کہنا

شعبی کا شمار امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے دشمنوں میں ہوتا تھا اور امیر المومنین علیہ السلام کے دشمنوں کی پارٹی یعنی بنی امیہ سے اس کے خاص تعلقات تھے ۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کیوں اس روایت کا سہارا لیا اور اصل راوی کا نام ذکر نہیں کیا ۔

شعبي نے حاکم کے خوف سے مولی علی علیہ السلام کو   برا بلا کہا :

عن مجالد عن الشعبي قال: قدمنا علي الحجاج البصرة، وقدم عليه قراء من المدينة من أبناء المهاجرين والأنصار، فيهم أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه... وجعل الحجاج يذاكرهم ويسألهم إذ ذكر علي بن أبي طالب فنال منه ونلنا مقاربة له وفَرَقاً منه ومن شره....

ہم نے بھی حجاج کو راضی کرنے اور اسکی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے، علی کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا....،

أنساب الأشراف بلاذري (متوفاي279هـ) ، ج 4، ص 315؛

شبعی قسم کھاتا تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام قرآن کا حافظ نہیں تھا ۔.

وروي شَريك عن إسماعيل بن أبي خالد، قال: سمعت الشَّعبي يقول ويحلف بالله: لقد دخل علي حُفرته وما حِفظ القرآن>.

الصاحبي، فقه اللغة، ج1: ص50 البسوي، أبو يوسف يعقوب، المعرفة والتاريخ، ج1، ص483.

شعبی جنگ جمل میں اصحاب کی شرکت کو کم دکھانے اور حضرت امیر علیہ السلام کے موقف کو کمزور کرنے کے لئے قسم کھاتا تھا کہ جمل میں صرف چار صحابہ شریک تھے اگر یہ تعداد پانچ تک پہنچ جائے تو میں جھوٹا ہوں ۔قال الشعبي لم يشهد الجمل من الصحابة إلا أربعة فإن جاءوا بخامس فأنا كذاب.

محمد بن عبد الوهاب: مسائل لخصها محمد بن عبد الوهاب ج1: ص170، نشر: مطابع الرياض، ط1.

جبکہ بہت سے اصحاب نے باقاعدہ طور پر شرکت کی اور حضرت امیر علیہ السلام کی حمایت میں جنگ لڑی اور صرف جنگ جمل میں ۱۳۰ بدری صحابی آپ کے ساتھ شریک تھے :

قال الذهبي: وقال سعيد بن جبير : كان مع علي يوم وقعة الجمل ثمانمائة من الأنصار ، وأربعمائة ممن شهدوا بيعة الرضوان . رواه جعفر بن أبي المغيرة عن سعيد.

وقال المطلب بن زياد ، عن السدي : شهد مع علي يوم الجمل مائة وثلاثون بدريا وسبعمائة من أصحاب النبي صلي الله عليه وسلم ، وقتل بينهما ثلاثون ألفا ، لم تكن مقتلة أعظم منها.

تاريخ الإسلام، ج 3، ص 484، تاريخ خليفة بن خياط : 138 ، العقد الفريد : 3 / 314.

شبعی

شبعی قرآن میں انبیاء کے لئے مالی وراثت کے قائل تھا

جیساکہ اصحاب ،تابعین اور اہل سنت کے مایہ ناز علماء میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ جنہوں نے واضح انداز میں قرآن میں انبیاء علیہم السلام کی مالی وراثت کو قبول کیا ہے ۔انہیں میں سے ایک یہی شعبی ہے۔ ویرث من آل یعقوب يَرِثُنِي الْمَالَ وَيَرِثُ مِنْ آلِ یعقوب النبوه

محقق لکھتا ہے : وهو قول ابن عباس وابی صالح والحسن والسدی وزید بن اسلم ومجاهد والشعبی والضحاک كما فی الطبری

تفسير سفيان الثوری.ص181.ط دارالكتب العلمية

اب سوال یہ ہے کہ کیا اہل سنت کے مناظر حضرات شعبی کے اس نظریے کو بھی قبول کرتے ہیں ؟ جبکہ شعبی خلیفہ کی طرف سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو ان کے حق سے محروم کرنے کی واحد دلیل {حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث۔۔} کے خلاف نظریہ دیتا ہے اور اس سلسلے میں شعبی اور شیعوں کا ایک ہی موقف ہے ۔

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا۔

گذشتہ بیان کی روشنی میں دیکھیں تو

اس روایت کے ایک راوی بھی ایک مدلس ہے ،روایت بھی مرسل اور صحیح سند روایت سے ٹکراتی ہے ، امام

مسلم ،امام بخاری کے نذدیک مرسل روایات حجت نہیں ،ابن حجر کے مطابق اکثر مرسل روایات کے اصلی راوی غیر عادل ہوتے ہیں ، شعبی نے اصحاب میں سے صرف انس کو دیکھا ہے لہذا اس کی اکثر روایات تابعین سے ہیں ، اور یہ کاذب اورغیر ثقہ سے بھی روایت نقل کرتا ہے ،اہل سنت کے علماء کی تصریحات کے مطابق جو غیر ثقہ سے روایت نقل کرتا ہے اس کی مرسل روایت حجت نہیں ہے ،ابن حجر وغیرہ نے خود شعبی کی کئی مرسل روایات کو ضعیف قرار دیا ہے ،اس کی مرسل کو صحیح کا درجہ دینے والا امام عجلی ہے کہ جو توثیق کرنے میں زیادہ دقت نہیں کرتا ، ابن عبد البر وغیرہ نے اسکی مرسل روایات کو اہمیت نہیں دی ہے اور حجت نہیں سمجھا ہے

اب کسی نے اس کی مرسل کو حجت مانا بھی ہو تو اس سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی ۔اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوگا کہ اس نے ثقہ راوی سے ہی اس روایت کو نقل کیا ہو۔ کسی نے اس کی روایت کو صحیح کا درجہ دیا ہو تو اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوگا کہ اس کی مرسل روایت کی سند کا مضمون واقع کے مطابق بھی ہو ----

اب سب حقائق کے باوجود شعبی کی مرسل روایت کو ہی آنکھیں بند کر کے حجت ماننے کا مطلب یہ ہے کہ رضایت والی کہانی کے قائلین شدید فقر علمی کا شکار ہے ،

یہاں تک کہ امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے بارے منفی نظریہ رکھنے والا اور بنی امیہ کی طرف جکاو رکھنے والا ایک راوی کی مرسل روایت پر اعتماد کرنے پر مجبور ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی قابل اعتماد سند ان کے پاس نہیں ہے اور وہ بھی ایسی سند کہ جو صحاح ستہ کی صحیح سند روایت کے مخالف ہے۔

لہذا شیعوں کو جواب دینے کے لئے ہاتھ ،پاوں مارتے ہیں اور علم حدیث اور رجال کے سارے قوانین کو توڑ دیتے ہیں -

کیا شیعہ کتابوں میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی رضایت نقل ہوئی ہے ؟۔

مختصر جواب :

اس سلسلے میں جو روایات شیعہ کتابوں سے پیش کیجاتی ہیں وہ شیعوں کی روایات نہیں ہیں بلکہ شیعہ علما نے نقل قول کیا ہے ۔یعنی کسی مناسبت سے اھل سنت کی کتابوں کی روایات کو کتابوں میں نقل کیا ہے لیکن شیعہ مخالفین اس کو شیعہ روایات کہہ کر پیش کرتے ہیں --

یا مثلا ابن ابی الحدید کہ جو سنی معتزلی ہے اس کو شیعہ اور اس کی کتاب کو شیعہ کتاب کہہ کر پیش کرتے ہیں اور یہ دھوکہ بازی اور ڈھوپتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہے ۔